نمبر ۹ | مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۸ جولائی شملہ سے واپس تشریف لائے۔ اور ۲۰ جولائی کو بذریعہ موٹر ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

۱۹ جولائی لفٹیننٹ ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب کی وسیع پیمانہ پر دعوت ولیمہ ہوئی جس میں چار سو کے قریب افراد کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی شمولیت فرمائی۔

۱۹ جولائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محلہ دارالبرکات میں بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قادیان کے مکان کی بنیادی اینٹ رکھی۔ اور دعا فرمائی۔

۱۸ جولائی کو بھی خوب زور کی بارش ہوئی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ کا مظہر کامل

(فرمودہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

"فرمایا سورۂ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہر کامل تھے مثلاً پہلی صفت رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بھی مظہر ہوئے۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ جیسے رب العالمین عام ربوبیت کو چاہتا تھا۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کل دنیا اور کل عالموں کے لئے قرار پائی۔

پھر دوسری صفت رَحْمٰن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھیرے۔ کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں۔ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ۔ پھر آپ رحیمیت کے مظہر ہیں آپ نے اور آپ کے صحابہ نے جو محنتیں اسلام کے لئے کیں۔ اور ان خدمات میں جو تکالیف اٹھائیں۔ وہ ضائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کا اجر دیا گیا اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف میں رَحِیْم کا لفظ بولا گیا ہے پھر آپ مالکیت یَوْمِ الدِّیْن کے مظہر بھی ہیں۔ اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جو امّ الصفات ہیں۔ اور کسی نبی میں نہیں ہوا۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ بابت ماہ مئی

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

صوبہ پنجاب

علاقہ امرتسر :- مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ان ایام میں ۲۱ - مقامات کا دورہ کیا ۔ ۳۳ - لیکچر دیئے ۔ ۳ - چھوٹے چھوٹے مناظرے کئے ۔ ۸ - انصار اللہ بنائے ۔ ۴۶ - غیر احمدی اصحاب کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔ ۴ - افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ۔

علاقہ بیٹ - مولوی صالح محمد صاحب نے ۵۰ گاؤں کا دورہ کیا ۔ ۲۱ - غیر احمدی اصحاب کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔ ۱۵ لیکچر دیئے ۔ ایک مناظرہ کیا ۔

علاقہ لائل پور - مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے ان ایام میں ۱۰ - مقامات کا تبلیغی دورہ کیا ۔ ۱۱ - تقریریں کیں ۔ ۴ - مناظرے کئے ۔ ۲۰ - غیر احمدی معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔ ۴ - افراد داخل سلسلہ ہوئے ۔

علاقہ راولپنڈی - مولوی عبد الغفور صاحب ۱۷ - مئی ۱۹۳۲ء تک رخصت پر رہے ۔ اس کے بعد ۱۲ مقامات کا تبلیغی دورہ کیا ۔ ۸ - لیکچر دیئے ۔

علاقہ انبالہ :- مولوی محمد حسین صاحب نے ان ایام میں ۱۴ مقامات کا دورہ کیا ۔ ۱۱ - تقریریں کیں ۔ ۱ - انصار اللہ بنایا ۔ ۹۹ غیر احمدی معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔

علاقہ جالندھر :- ماسٹر محمد عمر صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں ۱۳ - مقامات کا دورہ کیا ۔ ۱۷ - انصار اللہ بنائے ۔ ۷ - تقریریں کیں ۔ ایک مناظرہ کیا ۔ ۲۳ - معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔ ۴ - افراد داخل سلسلہ ہوئے ۔

علاقہ ملتان :- مولوی عبد الاحد صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں ہمراہی گیانی واحد حسین صاحب ضلع ملتان کی پانچوں تحصیلوں کا دورہ کیا ۔ گو ہر تحصیل کے ہر مقام پر ایک ماہ میں پہنچنا مشکل تھا ۔ تاہم ضلع بھر میں احمدیت کا چرچا ہو گیا ہے ۔ کئی مقامات میں مناظرے کرنے پڑے ۔ مولوی عبد الاحد صاحب نے ۱۷ لیکچر دیئے اور بہت سے معززین کو پرائیویٹ طور پر تبلیغ کی ۔ ۵ - اخبار الفضل اور دو فاروق جاری کرائے ۔ دیگر احمدیہ لٹریچر کی خریداری کے لئے قادیان آرڈر بھجوائے ۔ ریویو آف ریلیجنز کی خریداری کے لئے تحریک کی گئی ۔ ایک معزز زمیندار و نمبردار کے لڑکے کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کرایا گیا ۔ انصار اللہ کو ٹریننگ کیا گیا ۔

ضلع ملتان کے نائب مہتمم صاحب شیخ فضل الرحمن صاحب اختر

نے خاص طور پر اور تمام جماعت نے عام طور پر مبلغین کے ساتھ تعاون کیا ۔ مندرجہ ذیل اصحاب نے تبلیغ کو کامیاب بنانے کے لئے نمایاں حصہ لیا ۔ خان صاحب محمد اکبر خاں صاحب ۔ شیخ محمد حسین صاحب ۔ مولوی نور محمد صاحب اوورسیر ۔ قریشی محمود احمد صاحب ۔ میاں اللہ دتا صاحب ۔ چوہدری فتح محمد صاحب حسن پوری ۔ میاں محمد یامین صاحب ۔ میاں بشیر احمد صاحب رہانہ سیہو ۔ چوہدری غلام محمد صاحب [illegible] نرسیں ۔ اور جماعت علی پور یہ سب اصحاب خاص طور پر قابل شکریہ ہیں ۔ ۸ - افراد داخل سلسلہ ہوئے ۔

علاقہ سیالکوٹ - مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ان دنوں ۱۰ - مقامات کا دورہ کیا ۔ جھنگ ۔ گھٹیالیاں ۔ شیخوپورہ ۔ چونڈہ ۔ سیالکوٹ ۔ دھنی دیو کے جلسوں میں شمولیت اختیار کی ۔ ۳۸ - لیکچر دیئے ۔ گھٹیالیاں میں جماعت کی تربیت کے لئے گئے ۔ ۲۰ - غیر احمدی معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی ۔

علاقہ دہلی - مولوی عبد الرحمن صاحب انور نے ان ایام میں ۲۳ - مقامات کا دورہ کیا ۔ ۹ - تقریریں کیں ۔ ۳ - مناظرے کئے ۔ ۱۳۶ - غیر احمدیوں کو تبلیغ کی ۔

صوبہ سندھ

مولوی میر مرید احمد صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں میرپور ماتھیلو ۔ ڈہرکی ۔ گھوٹکی ۔ ہینو ماتل ۔ خیرپور ۔ کوٹ ڈیجی جنوبی دارا داہن ۔ ۸ - مقامات کا دورہ کیا ۔ ۹ - لیکچر دیئے ۔ ۳۰ - معززین کے ہاں جا کر تبلیغ کی ۔ الفضل ۔ کو ایک خریدار دیا ۔ خیر پور کی جماعت احمدیت کی تبلیغ میں خصوصیت سے کوشش کر رہی ہے ۔ ماسٹر احسان اللہ صاحب بی ۔ اے اس ضمن میں قابل شکریہ ہیں ۔

مولوی محمد مبارک صاحب نے ان ایام میں ۴۲ مقامات کا دورہ کیا ۔ ۱۹ - تقریریں کیں ۔ ۹۰۷ - غیر احمدی معززین کو تبلیغ کی ۔ ۴ - افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ۔

صوبہ سرحد

ڈیرہ اسماعیل خاں - مولوی چراغ الدین صاحب ۲۵ - مئی ۱۹۳۲ء تک رخصت پر رہے ۔ بقیہ ایام میں انہوں نے ۵ مقامات کا دورہ کیا ۔ ۶ - انصار اللہ بنائے ۔ ۵۰ - ملاقاتیں کیں ۔ تین لیکچر دیئے ۔

بالاکوٹ - مولوی حکیم عبد الاحد صاحب ۲۱ - مئی سے رخصت پر رہے ۔ بقیہ ایام میں موضع لنگرانی کا تبلیغی دورہ کیا ۔ ایک لیکچر دیا ۔ ۱۶ - غیر احمدی معززین کو تبلیغ کی ۔

ٹوچی - صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب اپنے مرکز میں رہ کر بذریعہ خط و کتابت و ملاقات کے تبلیغ سلسلہ احمدیہ کرتے رہتے ہیں ۔

صوبہ بنگال

کلکتہ :- مولوی ظہور حسین صاحب نے ان ایام میں ۱۱ - مقامات کا تبلیغی دورہ کیا ۔ ۱۵ - لیکچر دیئے ۔ ایک مناظرہ کیا ۔ ۱۹۰ - پرائیویٹ ملاقاتیں کیں ۔ ایک شخص داخل سلسلہ ہوا ۔

ڈھاکہ - مولوی ظل الرحمن صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں ۸ - مقامات کا دورہ کیا ۔ تین لیکچر دیئے ۔ ایک مناظرہ کیا ۔ تین افراد داخل سلسلہ ہوئے ۔ اٹھارہ معززین کے مکانوں پر جا کر تبلیغ کی ۔

صوبہ یو ۔ پی

شاہجہان پور - اس علاقہ میں مقررہ مبلغ صاحب فرداً فرداً تبلیغ سلسلہ کرتے رہے ۔ اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات بھی لکھتے رہے ۔ تاکہ اکٹھے نوٹ بک کی صورت میں جمع ہو سکیں ۔

فرخ آباد - مولوی جلال الدین صاحب نے علاقہ میں پوری میں ۳۳ - مقامات کا تبلیغی دورہ کیا ۔ ایک لیکچر دیا ۔ ۲۳ - ملاقاتیں کیں ۔ ۶ - افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ۔

ساندھن - ڈاکٹر عبد الحی صاحب اور افضال احمد صاحب مدرسہ میں پڑھاتے رہے ۔ مولوی افضال احمد صاحب صالح نگر میں جمعہ پڑھانے کے لئے بھی جاتے رہے ۔ ۱۵ - ملاقاتیں کیں ۔ ۱۴ - تقریریں کیں ۔ احمدی ٹھاکروں میں روز بروز اخلاص بڑھ رہا ہے ۔

حیدر آباد دکن

مبلغ اسلام حیدر آباد دکن نے ایام زیر رپورٹ میں ۱۴ - لیکچر دیئے ۔ ۲۸ - معززین کے مکانوں پر جا کر تبلیغ سلسلہ کی ۔

آنریری مبلغین

آنریری مبلغین میں سے ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی اے گجراتی اور میاں محمد علی صاحب تبلیغ کے کام میں اخلاص سے مصروف رہے ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان نکاح

۱۲ - جولائی بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب کا نکاح سعیدہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری حشمت اللہ خان صاحب مرحوم سے دس ہزار روپیہ مہر پر اور چوہدری شاہنواز صاحب وکیل سیالکوٹ کا نکاح حمیدہ بیگم صاحبہ بنت خان بہادر چوہدری محمد دین صاحب سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر اعلان فرمایا ۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

فرقہ وارانہ حقوق کا تصفیہ

مسلمانوں کے حقوق کے خلاف ہندوؤں کی حکومت کو دھمکیاں

ہندوؤں کی تازہ سرگرمیاں

جُوں جُوں فرقہ وارانہ تصفیہ کا وقت قریب آرہا ہے۔ ہندو اپنی اس کوشش میں زیادہ سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ کہ یہ تصفیہ اپنے منشاء کے مطابق کرائیں۔ اور اقلیتوں کو اپنے حقوق سے محروم کرکے انہیں ہمیشہ کے لئے اپنی غلامی کے جُوئے کے نیچے لے آئیں۔ پنجاب اور بنگال کے سوا باقی صُوبوں میں چونکہ ہندوؤں کو اس قدر اکثریت حاصل ہے۔ کہ وہاں اپنے غلبہ واقتدار کو وُہ بالکل محفوظ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی ساری کوشش یہ ہے۔ کہ ان دو صُوبوں میں جہاں آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ان میں بھی غیر مسلموں کو ہی غلبہ حاصل ہو۔ اور اس طرح تمام ہندوستان میں مکمل ہندو راج قائم کریں ؛

تصفیہ سے اعراض

اسی غرض سے ہر موقعہ پر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ سمجھوتہ کرنے سے پہلوتہی کی۔ اور ان کی ساری کوشش یہی رہی کہ مسلمان اپنے حقوق کی تعیین کرائے بغیر اور اپنے مفاد کی حفاظت کے متعلق اطمینان حاصل کرنے سے قبل ہی ان کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ اور وُہ حکومت کے خلاف جو کچھ کرانا چاہیں۔ اپنے نفع و نقصان سے آنکھیں بند کرکے بلا چون وچرا کرتے جائیں ؛

گاندھی جی کی ناکامی

لیکن جب اس میں انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔ اور مسلمانوں نے سب سے پہلے حقوق کا تصفیہ کرانا ضروری سمجھا۔ تو گاندھی جی نے جو نہ صرف کانگرس کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ بلکہ جن کا یہ بھی دعوےٰ تھا۔ کہ وُہ ہندوستان کے تمام باشندوں کے نمائندہ ہیں۔ اور ان کے حقوق کے محافظ۔ صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں کہدیا۔ کہ فرقہ وارانہ معاملات کا آپس میں تصفیہ ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کمیٹی کی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے جو گاندھی جی کی صدارت میں اس غرض سے بنائی گئی تھی۔ کہ فرقہ وارانہ سوال کا حل تجویز کرے۔ انہوں نے گول میز کانفرنس کے عام اجلاس میں گہری ندامت کے ساتھ" یہ اعلان کر دیا۔ کہ

"ہم مختلف طبقوں کے نمائندوں کے ساتھ غیر سرکاری طور پر گفت وشنید کے ذریعہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا متفقہ حل تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں"

اکثریت سے اقلیتوں کو خطرہ

اس طرح انہوں نے فرقہ وارانہ تصفیہ کا حل کلیتہً حکومت کے سپرد کر دیا۔ اور اتنا بھی خیال نہ کیا۔ کہ ہندوستان کی کامل آزادی کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے اپنی ناقابلیت اور نااہلیت کا اظہار اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کا واحد نمائندہ مختلف طبقوں کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے۔ اور اقلیتوں کو اپنے حقوق کی حفاظت کا اطمینان دلانے میں ناکام رہے۔ جو اکثریت اقلیتوں کو زبانی طور پر مطمئن نہیں کر سکتی۔ اور باوجود حکومت برطانیہ کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ دار نمائندہ وزیر اعظم کے یہ کہنے کے مطمئن نہیں کر سکتی۔ کہ "فرقہ وار مسئلہ کا آپ کی طرف سے متفقہ فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ حکومت کی طرف سے اس کا فیصلہ اور نفاذ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے (رجب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہندوستان کے لئے دستور اساسی تیار کرنے میں بے حد مشکلات حائل رہیں گی" اس کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ملک پر قبضہ واقتدار حاصل کر لینے کے بعد وُہ اقلیتوں سے سیدھے منہ بات کرنے کی بھی روادار ہوگی ؛

تصفیہ میں روکاوٹیں

غرض فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل میں خود تسلیم کردہ ناکامی نے جہاں گاندھی جی اور ان کے پیروؤں کے متعلق یہ واضح کر دیا۔ کہ وُہ اقلیتوں کے متعلق ابتدائی مرحلہ میں ہی منصفانہ رویہ اختیار کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ وہاں آئندہ کے لئے ان سے متعلق خطرات کو بھی بہت بڑھا دیا۔ اور مسلمان ہندوؤں کی طرف سے کلیتہً مایوس ہو کر حکومت کے تصفیہ کا انتظار کرنے لگے۔ حکومت نے ہر چند کوشش کی۔ کہ اس تصفیہ کا جلد سے جلد اعلان کر دے۔ لیکن گاندھی جی نے اس کے خلاف قانون شکنی کی مہم نئے سرے سے شروع کرکے اور ملک کے نظم ونسق کو خطرہ میں ڈال کر اس میں تعویق ڈال دی غرض اس سے یہ تھی۔ کہ حکومت فرقہ وارانہ مسئلہ کا خود تصفیہ کرنے سے انکار کر دے۔ اور اقلیتوں کو ہندوؤں کے حوالے کرکے کہدے۔ کہ وُہ جس طرح چاہیں۔ ان سے سلوک کریں۔ چنانچہ ہندو اخبارات نے یہ لکھ بھی دیا۔ کہ

"گورنمنٹ اپنے آپ کو اس الجھن میں نہ پھنسائے۔ اور بجائے فرقہ وارانہ حقوق کا تحفظ کرنے کے متعلق اعلان کرنے کے یہ اعلان کر دے۔ کہ ہندوستانی خود ایک دُوسرے کے ساتھ کسی سمجھوتہ پر پہونچ جائیں۔ وُہ ان کے گھریلو جھگڑوں میں دست اندازی کرنے پر تیار نہیں۔ اگر ایسا اعلان ہو جائے۔ تو آج جو رکاوٹ باہمی سمجھوتہ میں نظر آتی ہے۔ یہ ایک لمحہ میں دُور ہو جائے" (ملاپ ۲۵ - مارچ)

مطلب یہ کہ ادھر حکومت تصفیہ کرنے سے انکار کر دے۔ ادھر ہندو اقلیتوں کو کسی قسم کا اطمینان نہ دلائیں۔ تاکہ اقلیتیں یہ سمجھ کر کہ حکومت نے ان کو اکثریت کے حوالے کر دیا۔ اور اس کے رحم پر چھوڑ دیا ہے۔ مجبور ہو کر اس کے آگے ہتھیار ڈالدیں۔ اور اسے ہمیشہ کے لئے اپنی غلامی کا پٹہ لکھدیں۔ چونکہ ایسا کرنا نہ صرف اقلیتوں پر نہایت ہی ظلم ہوتا۔ بلکہ ملک کو خانہ جنگی کے قعر میں ڈال دینے کا موجب بھی تھا۔ اس لئے حکومت نے اسے قابل اعتنا نہ سمجھا۔ اور ہندوؤں کی پیدا کردہ روکاوٹوں کو دُور کرکے مناسب موقع پر فرقہ وارانہ تصفیہ کا اعلان کرنے پر آمادگی ظاہر کرتی رہی ؛

ہندوؤں کی دھمکیاں

اب جبکہ وہ جلد ہی اعلان کرنے والی ہے۔ اور ایک رنگ میں اس نے وقت کی تعیین بھی کر دی ہے۔ ہندوؤں نے اس غرض سے دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں۔ کہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کرا کر اپنے منشاء کے مطابق فیصلہ کرا سکیں اور سکھوں کو آمادۂ فساد کرکے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں ؛

چنانچہ اخبار "پرتاپ" (۱۵ - جولائی) لکھتا ہے :-

"گورنمنٹ کا نیا فیصلہ ملک میں ایک نئی فرقہ وارانہ جنگ کا پیش خیمہ ہوگا۔ اس کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ یہ خبر درست ہے۔ یا غلط۔ لیکن یہ سکھوں کے کانوں تک پہونچ چکی ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند نے گورنمنٹ انگلستان سے سفارش کی ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو اکاون فیصدی نیابت دی جائے .... سکھوں نے اس فیصلہ کے خلاف جنگ کرنے کی ٹھانی ہے .... یہ ظاہر ہے۔

کہ گورنمنٹ جو نئی کانسٹی ٹیوشن مرتب کرے گی۔ وہ کانگرس کے اطمینان کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ملک میں عدم تعاون اور سول نافرمانی جاری رہیں گے۔ اگر اس کے ساتھ ہی فرقہ وارانہ فسادات بھی شروع ہو گئے۔ تو ملک میں وہ ہلڑ مچیگا۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ اور شاید گورنمنٹ کے لئے اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے ؛

ان الفاظ کا مطلب صاف اور واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر حکومت نے پنجاب کے ۵۷ فیصدی مسلمانوں کو ان کی آبادی کی نسبت سے بہت کم یعنی صرف ۵۱ فیصدی نیابت بھی دی۔ تو ہندو اور سکھ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات شروع کر دیں گے۔ ادھر کانگرس عدم تعاون اور سول نافرمانی کی تحریکات جاری رکھے گی۔ اور اس طرح ملک میں وہ ہلڑ مچا دیا جائے گا۔ کہ حکومت کے لئے اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا ؛

دھمکی کی غرض

یہ دھمکی اس لئے دی جا رہی ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت قائم نہ رہنے دی جائے۔ اور انہیں باوجود تمام اقوام کے مجموعہ سے بھی زیادہ تعداد رکھنے کے اقلیت میں کر دیا جائے۔ اگر ہندوؤں میں انصاف کا کچھ بھی مادہ ہوتا۔ تو ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں اکثریت رکھتے ہوئے صرف پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نہایت ہی معمولی اکثریت کو برداشت کرنا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ لیکن جب ان کی غرض ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مکمل ہندو راج قائم کرنا ہو۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی معمولی سی اکثریت بھی گوارا کر لیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات پیدا کر کے ہلڑ مچانے کی دھمکی دے دی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ حکومت برطانیہ اس قسم کی دھمکیوں کی پرواہ کرتی ہے۔ یا بمطابق عدل و انصاف اور برعایت اپنے ان اعلانات کے جو کئی بار اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے متعلق کر چکی ہے۔ سیدھی راہ اختیار کرتی ہے ؛

مسلمانوں کے متعلق غلط اندازہ

ہندوؤں کو تسلیم ہے۔ کہ اگر پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کو قائم نہ رکھا گیا۔ تو مسلمان اسے برداشت نہ کریں گے چنانچہ پرتاپ نے خود لکھا ہے۔

"یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت تسلیم نہیں کی جاتی۔ تب وہ شور مچائیں گے۔ اور اپنے شور سے آسمان سر پر اٹھا لیں گے"؛

لیکن جہاں اس نے ہندوؤں کی اس خواہش کے پورا نہ ہونے پر کہ مسلمانوں کو بنگال اور پنجاب میں اقلیت میں رکھا جائے۔ فرقہ وارانہ فسادات شروع کر دینے اور ملک میں ہلڑ مچا دینے کی دھمکی دی ہے۔ اور یہ لکھ دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے لئے اس ہلڑ کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ وہاں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے کھڑے ہونے والے مسلمانوں کی پرواہ نہ کرنے کے متعلق حکومت کو یہ تسلی دینی چاہتی ہے۔ کہ "اگر اس نے صحیح طرز عمل اختیار کیا (یعنی بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں بدل دیا) تو میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ چاہے۔ اس کی بھی مخالفت ہوگی۔ لیکن وہ مخالفت نہ زبردست ہوگی۔ نہ دیرپا"؛

حکومت کے رستہ میں کانٹے

یہ تو وقت بتا دے گا۔ کہ اگر مسلمانوں کے حقوق کو ہندوؤں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر نظر انداز کر دیا گیا۔ اور فرقہ وارانہ تصفیہ میں عدل و انصاف پر ہندوؤں کی شورش انگیزی اور فتنہ پردازی کو مقدم رکھ لیا گیا۔ تو مسلمان اسے کیونکر گوارا کر سکیں گے۔ اور اس صریح بے انصافی کے خلاف ان کی ایجی ٹیشن زبردست اور دیرپا ہوگی یا نہیں۔ لیکن اس طرح حکومت خود اپنے لئے ایسے کانٹے بوئے گی۔ جو کبھی دور نہ ہو سکیں گے۔ جو ہندو فتنہ و فساد کی دھمکی دے کر اور ملک میں ہلڑ مچانے کا خوف دلا کر اس سے مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کرا سکتے ہیں۔ وہ کل اسی طریق سے خود اس کے لئے تباہی کا موجب بن سکتے ہیں۔ موجب تو اب بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس مقصد میں کامیاب بھی ہو سکتے ہیں۔ ہندوؤں نے اب بھی اپنی طرف سے اس میں کونسی کسر اٹھا رکھی ہے۔ یہ مسلمانان ہند ہی ہیں۔ جو قانون پسندی۔ اور شرافت انسانی کی وجہ سے آڑے آئے ہوئے ہیں۔ اگر ہندوؤں کی خاطر حکومت نے مسلمانوں کی حق تلفی کر کے انہیں بھی مقابل بنا لیا۔ تو پھر جو نتیجہ رونما ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق ابھی سے اندازہ لگانا ناممکن نہیں ؛

حکومت کیا کرے

پس حکومت کو چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ مسلمانوں کے متعلق ان کے بالکل غلط اور دھوکہ دہ اندازہ کو کوئی وقعت نہ دے۔ اور عدل و انصاف کو مدنظر رکھ کر فرقہ وارانہ تصفیہ میں مسلمانوں کے حقوق کا پورا پورا انتظام کرے۔ ہندو اس وقت تک تو فسادات کھڑے کرنے اور ملک میں ہلڑ مچانے کی دھمکیاں دیتے ہی رہیں گے جب تک ہندو راج قائم کرنے سے بالکل ناامید نہ ہو جائیں۔ پھر کیوں نہ ایک طرف تو حق و انصاف کو مدنظر رکھا جائے۔ اور دوسری طرف ہندو راج کے ناممکن ہونے کے متعلق ہندوؤں کو یقین دلانے کی کوشش کی جائے ؛

پنجاب کا قائم مقام گورنر

ایک عرصہ ہوا پہلے گورنر پنجاب کے رخصت پر جانے کی افواہ شائع ہوئی تھی۔ جس کی سرکاری طور پر تردید ہو گئی تھی۔ اب ایسوسی ایٹڈ پریس کی طرف سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ گورنر پنجاب جنہیں حال ہی میں بیماری سے صحت ہوئی ہے۔ آرام کرنے کے لئے دو ماہ کی رخصت لینے والے ہیں۔ ان کی رخصت اور قائم مقامی کے متعلق عنقریب اعلان ہونے والا ہے ؛

قائم مقام گورنر کے متعلق پہلے بھی یہی خیال کیا گیا تھا۔ اور اب بھی یہی کہا جا رہا ہے۔ کہ حکومت پنجاب کے سینیر ممبر کیپٹن سکندر حیات خان صاحب اور فنانس ممبر مسٹر کیلورٹ میں سے کوئی ایک ہوگا۔ حکومت اگر کیپٹن صاحب موصوف کو اس عہدہ پر مقرر کریگی تو نہایت تدبر اور موقعہ شناسی کا ثبوت دیگی۔ اور اہل پنجاب خواہ وہ مسلم ہوں۔ یا غیر مسلم۔ اس تقرر کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگے جیسا کہ ہندو اخبار پہلے اس بارے میں پسندیدگی کا اظہار کر چکے ہیں ؛

ہندوستانی عیسائی جداگانہ انتخاب چاہتے ہیں

پچھلے دنوں ڈاکٹر موہنجے وغیرہ نے لاہور میں بعض ہندو نژاد عیسائیوں کو گانٹھ کر یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے پنجاب کی اقلیتوں میں مخلوط انتخاب کی بنا پر معاہدہ کرا دیا جائے۔ لیکن عین وقت پر بھانڈا پھوٹ جانے کی وجہ سے انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اگرچہ عیسائیوں کی کانفرنس کے اجلاس لائل پور میں فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ کہ بڑی اقوام کے درمیان سمجھوتہ ہونے تک عیسائیوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا جائے۔ لیکن اب صوبجات متحدہ کے تعلیم یافتہ عیسائیوں کے ایک اجلاس میں زبردست اکثریت کے ساتھ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستانی عیسائیوں کے لئے جداگانہ انتخاب بہت ضروری ہے۔ نیز انہوں نے لائلپور کانفرنس کی قرارداد کی تہ دل سے حمایت کی ہے ؛

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو جس دھوکہ میں عیسائیوں کو مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ اس سے وہ بالکل نکل چکے ہیں۔ اور جداگانہ انتخاب کی پرزور حمایت کر رہے ہیں۔

مسلمانان پونڈری سے تعزیری ٹیکس نہ لیا جائے

معلوم ہوا ہے۔ پونڈری ضلع کرنال جہاں ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مسلح مجمع نے تعمیر مذبح کی پاداش میں نہتے مسلمانوں پر حملہ کر کے تین کو قتل کر دیا۔ اور بہت سوں کو زخمی۔ اس کے مقابلہ میں ہندوؤں میں سے کسی کو خراش تک نہ آئی۔ وہاں تعزیری چوکی قائم کی جانے والی ہے۔ اور اس کا خرچ وہاں کے اور مضافات کے باشندوں پر ڈالا جائے گا۔ چونکہ خطرہ ہے۔ کہ یہ ٹیکس بے گناہ اور مظلوم مسلمانوں پر بھی عائد کر دیا جائے۔ اس لئے اس قصبہ کے مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر کرنال کی خدمت میں ایک درخواست دی ہے۔ جس میں شروع سے لے کر آخر تک اپنی امن پسندی کا ثبوت واقعات کے ذریعہ پیش کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر ہندوؤں نے قانون شکنی اور زبردستی کی۔ اور بالآخر مسلمانوں کو قتل کر کے دم لیا۔ اس حالت میں تعزیری چوکی کا ٹیکس مسلمان آبادی پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ بلکہ صرف ہندوؤں سے وصول کرنا چاہیئے۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا
اور
رسولِ کریمؐ کا بحیثیت قاضی مجرموں کو سزا دینا

آریہ سماجی اخباروں کی کورذاقی

آریہ سماجی اخباروں کی عجیب حالت ہے۔ کوئی قابل اعتراض بات ہو یا نہ ہو۔ اسلام کے خلاف کچھ نہ کچھ اوٹ پٹانگ لکھ کر اپنی کوتاہ فہمی کورذاقی اور عقل و دانش سے معرا ہونیکا ثبوت بہم پہنچاتے رہتے ہیں

مہمل اور لایعنی تحریرات

آریہ اخبارات کے ایڈیٹر اور مضامین نگار بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے ہوں گے۔ ان کے آگے اور پیچھے شاندار القاب لگے ہوئے ہوں گے۔ لیکن ان کی تحریر پڑھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ان میں معقولیت کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ ایسی ایسی بے تکی ہانکی جاتی ہیں۔ جو کسی مخبوط الحواس یاوہ گو کا ہی خاصہ ہو سکتی ہیں

اسلام اور عدل و انصاف

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں "اسلام اور عدل و انصاف" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا گیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ عدل و انصاف کے معاملہ میں اسلام رشتہ داری تعلقات کی استواری یا اور کسی قسم کی وابستگی کی بناء پر رعایت اور جنبہ داری کی اجازت نہیں دیتا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کی متعدد مثالیں پیش کر کے بتایا گیا تھا۔ کہ عدل و انصاف کے وقت آپ کے لئے "کسی بڑے سے بڑے آدمی کی ذاتی وجاہت خاندانی عظمت اور اثر و رسوخ یا اپنے ساتھ اس کے احسانات مقتضائے عدل و انصاف کے پورا کرنے میں کبھی مانع نہیں ہوئے اور قریش کے ایک معزز گھرانے کی عورت کے متعلق جس نے چوری کی تھی۔ بعض لوگوں نے جب حضرت اسامہ بن زیدؓ کو آپ کے پاس یہ سفارش کرنے کے لئے بھیجا۔ کہ اس عورت کو مقررہ سزا نہ دی جائے۔ تو اس کی بات سن کر فرطِ غیظ سے حضور کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا"۔

اعتراض کرنے کا غلط طریق

اس قسم کی بے لوث عدل پروری اور انصاف تو یقیناً ہر صاحب دانش انسان کے نزدیک لائق ستائش اور قابل صد ہزار تحسین ہے۔ اور ہر عقلمند تسلیم کریگا۔ کہ ایک قاضی اور جج کا اولین فرض یہی ہے۔ کہ وہ بغیر کسی رو و رعایت کے عدل و انصاف کرے۔ ان حالات میں ہمارے مذکورہ بالا بیان پر اگر کوئی زیادہ سے زیادہ اعتراض کر سکتا تھا۔ تو اس جہت سے کر سکتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے ایسے واقعات پیش کرتا جو ظاہر کرتے۔ کہ آپ عدل و انصاف کے وقت رعایت کرتے۔ اور تعلقات کا لحاظ رکھتے تھے۔ لیکن ایسا کرنا چونکہ ٹیڑھی کھیر تھی۔ اور ساتھ ہی اسلام پر اعتراض کئے بغیر اخبار "آریہ گزٹ" کو چین بھی نہ آسکتا تھا۔ اس لئے اس کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے ۵ جون کے پرچہ میں یوں خامہ فرسائی کی ہے۔

"مسلمانوں کو اپنے خدا پر فخر ہے۔ کیونکہ توبہ کرنے سے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ معاف کرنا اس کا گن ہے۔ ان کے نقطۂ نگاہ سے وہ منصف مزاج مزدور ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ معافی کے بیٹھے بھی عطا کرتا ہے حضرت محمدؐ اسی کے رسول تھے۔ وہ گناہوں کے معاف کرنے والے خدا کے رسول تھے لیکن خود کسی کے گناہ معاف نہ کرتے ہوئے سزا دیتے تھے۔"

گناہوں کو معاف کرنے والا خدا اور اس کا رسول

کیا ہی معقول اعتراض ہے۔ کہ جب حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) گناہوں کے معاف کرنے والے خدا کے رسول تھے۔ تو خود کسی کے گناہ کیوں معاف نہ کر سکتے تھے۔ یہ تو مہاشہ صاحب کی نوازش ہے۔ کہ ایسے معقول اعتراضات کے سلسلہ کو آپ نے زیادہ طول دینا مناسب نہ سمجھا۔ وگرنہ آپ یہ بھی فرما دیتے۔ کہ حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا کے رسول تھے۔ پھر کیوں کسی کو پیدا نہ کر سکتے تھے۔ سورج اور چاند کے خالق خدا کے رسول تھے۔ پھر خود کیوں کوئی نیا چاند اور سورج نہ پیدا کر سکے۔ دنیا کو ایک پل بھر میں ہست سے نیست اور نیست سے ہست کر دینے والے خدا کے رسول تھے۔ پھر کیوں نہ ایسا کیا۔ تو کون ان کی زبان و قلم کو روک سکتا تھا۔ معلوم نہیں مہاشہ صاحب نے یہ کس طرح سمجھ لیا۔ کہ خدا اور اس کے رسول میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔

"معاف کرنا" کسے کہتے ہیں؟

مہاشہ صاحب یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ اگر کسی حاکم کے سامنے کوئی ایسا مجرم پیش ہو جس نے سوسائٹی کے امن و امان اور اس کے نظم و نسق کو نقصان پہنچانے والا کوئی جرم کیا ہو۔ تو اس کا بحیثیت منصف و حاکم ملزم کو ضروری سزا دیکر آئندہ کے لئے نقض امن کے احتمال کو بند کر دینے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو "معاف کر دینے" کی صفت سے عاری ظاہر کرنا ہے حالانکہ معافی دینے کا موقعہ وہ نہیں ہوتا جب کوئی انسان کرسی انصاف پر بحیثیت قاضی اور منصف متمکن ہو۔ اور سوسائٹی کے مجرم اس کے سامنے جرائم کی سزا پانے کے لئے پیش کئے جائیں بلکہ معافی کا وقت وہ ہوتا ہے۔ جب خود اس کی ذات کے متعلق کوئی شخص جرم کرے جس کا ضرر اور نقصان اس کی اپنی ذات تک محدود ہو۔ تو اس سے بازپرس نہ کی جائے

رسول کریمؐ کا معافی دینا

اس قسم کی معافیوں کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ایسی مثالیں پیش کی ہیں کہ تاریخ عالم ان کی نظیر نہیں لا سکتی۔ کیا مکہ کے سفاک اور ظالم انسانوں کو جنہوں نے سالہا سال تک آپ اور آپ کے عزیز ترین صحابہ کی زندگیاں تلخ کر رکھی تھیں۔ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ اور آپ کی تباہی کے لئے شب و روز منصوبے کرتے رہتے تھے۔ جنہوں نے راتوں رات آپ کو اپنے وطن عزیز سے نکلنے پر مجبور کر دیا جب وہ مغلوب ہوئے۔ اور ان کی زندگیاں محض آپ کی ایک جنبش لب ختم کر سکتی تھی۔ آپ کا انہیں لا تثریب علیکم الیوم فاذهبوا انتم الطلقاء کہہ کر معاف کر دینا کوئی معمولی بات ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ مثال بتاتی ہے۔ کہ معاف کر دینے کے معاملہ میں آپ کسقدر فراخ دل اور وسیع حوصلہ رکھتے تھے ہاں عادل و منصف کی حیثیت میں معافی دینا مظلوم کا حق مارنا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے ایسا نہ کیا

مہاشہ جی پھر لکھتے ہیں۔ خدا اور رسول میں مفروضہ اختلاف

"میاں صاحب! آپ ذرا اسلامی خدا اور حضرت محمدؐ دونوں کی پوزیشن غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ ایک تو توبہ کہنے پر معافی کا اعلان کر دیتا ہے۔ دوسرا معافی کی سفارش پر غصے سے بھر جاتا ہے کیا دونوں ایک دوسرے کے خلاف تو نہیں جا رہے"

مہاشہ جی ہم نے دونوں کی پوزیشن کو غور سے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ مگر پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ "دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہیں جا رہے" کیونکہ دونوں امور کی نوعیت جداگانہ ہے۔ اور ان کو ایک ہی خیال کر کے پھر خدا اور رسول کے فعل میں اختلاف سمجھنا آپ کی خوش فہمی ہے۔ خدا تعالےٰ کا اپنے

کسی بندے کی توبہ قبول کرنا اور ایک حاکم و منصف کا سوسائٹی کے کسی مجرم کو معاف کر دینا دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر آپ اس بین اور عام فہم فرق اور امتیاز کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ تو پھر آپ کو مخاطب کرنا فضول ہے۔

مالک معاف کر سکتا ہے نہ کہ منصف

اللہ تعالےٰ تمام کائنات اور اس کی ہر ادنیٰ و اعلےٰ شے کا خالق و مالک ہے اس کے اور اس کے بندہ کے تعلقات مالک و مملوک کے ہیں۔ اور مالک کو حق ہے۔ کہ وہ جو چاہے مملوک کو دے۔ مگر وہ انسان جو عدل و انصاف کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس کا حق نہیں ہے۔ کہ وہ مجرم کو معاف کر دے۔ اور مظلوم کی دادرسی نہ کرے۔ خدا اگر کسی بندے کی مخلصانہ اور سچی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا۔ کہ ایک حاکم اور عادل و منصف کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ جب وہ ان مجرموں کو جو سوسائٹی کا جرم کرنے کے بعد اس کے سامنے سزادہی کے لئے پیش کئے جائیں معاف کر دے۔ خدا تعالےٰ کے احکام کی ہر کڑی انسان کے لئے امن و سلامتی کا موجب ہوا کرتی ہے۔ اور ہونی چاہئیے ہہاشہ صاحب غور کریں۔ ان کے تجویز کردہ طریق معافی پر عمل کرنا دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کا موجب ہو سکتا ہے۔ یا ہر طرف فتنہ و فساد اور شورش و بدامنی کو فروغ دینے کا باعث

حقوق العباد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت

پھر خدا تعالےٰ کی یہ بھی سنت ہے۔ کہ وہ اپنے گناہ تو بخش دیتا ہے لیکن حقوق العباد کی عقوبت سے مستثنیٰ نہیں کرتا جب تک کہ وہ انسان کہ جس کا حق اس کے ذمہ ہوتا ہے اسے چھوڑ نہ دے۔ اور معاف نہ کر دے۔ پس جب کہ خود خدا تعالیٰ کی سنت یہ ہے۔ تو کوئی ایسا شخص جس کے ہاتھ میں اللہ تعالےٰ نے مجرموں کی تنبیہ اور سزادہی کا کام دیا ہو۔ اگر انہیں سزا دے۔ تو اس میں اور اللہ تعالےٰ میں اختلاف دیکھنے والا کس طرح حق بجانب ہو سکتا ہے وہ تو عین خدا تعالےٰ کی سنت اور اسکے طریق کے مطابق چلنے والا ہے

مسئلہ شفاعت اور مجرموں کو معاف کرنا

آگے چل کر ہہاشہ صاحب نے ایک اور اعتراض کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہم تو نہیں کہتے۔ کیونکہ ایک اللہ اور ایک اس کا رسول ہے۔ ہم نکتہ چینی کیسے کریں۔ ہاں آپ سے ہی سوال کرتے ہیں ذرا سوچ کر جواب دینا۔ اور یہ بھی واضح کر دینا۔ کہ جب حضرت محمد اپنی زندگی میں عدل و انصاف کا نمونہ تھے۔ جب ان کا انصاف اندھا اور بہرہ تھا۔ وہ کسی کی خود سفارش قبول نہ کرتے تھے۔ اور نہ کسی اعلےٰ پوزیشن کی وجہ سے لحاظ کرتے تھے۔ پھر وہ اپنے پیارے مسلمانوں کی سفارش اللہ میاں کے سامنے کیسے کریں گے جس شخص نے زندگی بھر ... بنانے کے اصول پر کار بند رہنے کی کوشش کی ہو۔ وہ بھلا کب کسی کو معافی دلوائیگا"

خدا تعالےٰ کی عیوب سے منزہ ذات

یہ بھی ہہاشہ صاحب کی غلطی ہے۔ کہ وہ اسلامی شفاعت کو اسی طرح سمجھے ہوئے ہیں جس طرح ایک مجرم یا ملزم کے متعلق مجسٹریٹ کے پاس اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار سفارش کر کے اسے سزا سے بچانے کی کوشش کرے۔ خدا تعالےٰ کے متعلق ویدک دھرم کے پیش کردہ نظریہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور آریہ سماجی فضا میں پرورش پانے کے نتیجہ میں ممکن ہے۔ ایسی ذہنیت پیدا ہو گئی ہو کہ خدا کے متعلق ایسے ایسے تصورات قائم کرلئے جائیں۔ لیکن ایسے خیالات کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام خدا تعالےٰ کو ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے منزہ اور تمام اعلےٰ صفات اور خوبیوں کا جامع قرار دیتا ہے۔ اور ایسی ہستی کے متعلق کبھی یہ بات ذہن میں بھی نہیں آسکتی۔ کہ وہ کسی سفارش پر ایک بددیانت مجسٹریٹ کی طرح حقیقی ملزموں اور گنہگاروں کو چھوڑ دے گا۔ اور ان کے گناہوں کی سزا انہیں نہیں دیگا۔

من گھڑت مسئلہ

پس اسلامی شفاعت کے متعلق ایڈیٹر آریہ گزٹ نے جو نظریہ قائم کیا ہے۔ وہ چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک اور بے عیب ذات کے خلاف ہے۔ اس لئے اسلام سے اس کا قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی اسلامی لٹریچر سے اس امر کا کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اس قسم کی شفاعت کا قائل ہے یہ مسئلہ جہلاء کا من گھڑت ہے

شفاعت اور اسلام

اگر اس قسم کی کوئی شفاعت اسلام میں جائز ہوتی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جان سے زیادہ عزیز بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے یہ نہ فرماتے کہ یہ مت سمجھنا میں رسول کی بیٹی ہوں۔ قیامت کے روز انسان اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہوگا اور کسی بڑے سے بڑے بزرگ کے ساتھ اس کی قرابتداری اور رشتہ اسے اس کے گناہوں کی عقوبت اور پاداش سے ہرگز نہ بچا سکیگا۔

قرآن کریم نے بھی صراحت کے ساتھ بتا دیا ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنے کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا ہر شخص اپنے اعمال کے لئے آپ جوابدہ ہے۔ بد اعمال کی سزا اور نیک اعمال کا اجر اسے ملیگا۔ پھر فرمایا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ جس نے کوئی ادنےٰ بھی نیکی کی ہوگی۔ اس کا اجر اسے مل جائیگا اور جس نے کوئی معمولی گناہ بھی کیا ہوگا۔ اس کا نتیجہ وہ دیکھ لیگا۔

یہ تمام تصریحات بتاتی ہیں۔ کہ اسلامی شفاعت کے متعلق ہہاشہ جی کا تصور بالکل خلاف واقعہ اور دور از حقیقت ہے۔

شفاعت اور کفارہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے روز کسی ایسے انسان کی شفاعت ہرگز نہیں فرمائیں گے جس نے اللہ تعالےٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہو۔ اور دنیوی زندگی میں آپ کے لائحہ عمل کو نظر انداز کر کے ظلمت و تاریکی میں اپنی زندگی بسر کی ہو۔ اگر کسی ایسی شفاعت کا وجود ہوتا۔ تو عیسائیوں کے کفارہ کی طرح محض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کو ہی مدار نجات قرار دیدیا جاتا۔ اور اس قدر سخت ریاضتیں۔ مشقتیں۔ پنجوقتہ نمازیں۔ سخت ترین گرمیوں کے روزے۔ حج کا دور دراز سفر زکوٰۃ اور دوسرے کئی ایک طریق پر انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ احکام کیوں دئے جاتے۔

شفاعت کا صحیح مفہوم

شفاعت کا مفہوم صرف اس قدر ہے۔ کہ جو لوگ صدق دل سے اسلام کی تعلیم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش کردہ لائحہ عمل کو مدنظر رکھتے ہیں۔ تقاضائے بشریت ان سے جو فروگذاشتیں ہو جائیں۔ یا کوئی کمی ان کی دیانتدارانہ کوشش کے باوجود باقی رہ جائے تو اللہ تعالےٰ اپنی صفت غفاری سے کام لیتے ہوئے۔ اور اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انتساب کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے نظر انداز کر دیگا۔ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ جو لوگ دن رات فسق و فجور میں مبتلا رہتے۔ اور عصیان و طغیان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ محض اس وجہ سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ بخش دیئے جائیں گے۔ یا حضور علیہ السلام خود ان کی سفارش کر کے ان کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔

اسلام پر اعتراضات اور حضرت مسیح موعود

اسلام کے مخالفوں کی طرف سے اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کے ایسے تسلی بخش جواب دے دیئے ہیں۔ اور اسلام کی صداقت میں اس قدر مواد جمع کر دیا ہے۔ کہ احمدیہ لٹریچر سے واقفیت رکھنے والا شخص ان تمام اعتراضات کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ اسلام کی خدمت کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ اس لٹریچر کا مطالعہ کرے۔ تاکہ معترضین اسلام کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت کر سکے۔

مذاہب عالم

برہمو سماج

برہموازم کا بانی

راجہ رام موہن رائے نامی ایک شخص جو برہموازم کے بانی تھے۔ ۱۷۷۲ء میں موضع رداھانگر موضع ہگلی علاقہ بنگال میں پیدا ہوئے۔ یہ برہمنوں کے ایک معزز خاندان میں سے تھے۔ جس کے اکثر افراد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد سعادت سے لیکر نواب سراج الدولہ تک کے زمانہ تک مختلف عہدوں پر ممتاز رہے۔ اور اکثر کو اسلامی حکومت کی طرف سے سکہ وار رائے اور راجہ کے خطابات عطا کئے گئے۔ راجہ رام موہن رائے کے والد کا نام رام کانت رائے تھا۔

راجہ رام موہن رائے کے مختصر تاریخی حالات

جب راجہ رام موہن رائے کی عمر قریباً نو برس کی ہوئی تو والدین نے انہیں عربی اور فارسی پڑھنے کے لئے عظیم آباد (پٹنہ) بھیج دیا۔ جہاں انہوں نے طبعی ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے دو برس کے اندر اچھی قابلیت پیدا کرلی۔ نیز قرآن مجید کا بھی مطالعہ کیا۔ جب ان کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی۔ تو والدین نے ان کو سنسکرت کی تعلیم کی تکمیل کے لئے بنارس روانہ کر دیا۔ وہ کچھ عرصہ بنارس رہے۔ اور یہاں کے حالات وغیرہ کی دیکھ بھال کی۔ ان پر اپنے آبائی مذہب کے نقائص واضح ہوگئے۔

بت پرستی کی مخالفت

آخر جب سولہویں برس میں قدم رکھا۔ تو آبا و اجداد کے مذہب کو ترک کر دیا۔ جو کہ بت پرستی تھا۔ اور بعد ازاں بت پرستی کے خلاف ایک کتاب تصنیف کی۔ ہندوؤں کے حلقہ میں جب یہ کتاب پہنچی تو انہوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور ان کے برادری اور ذات سے الگ ہونے کا اعلان کر دیا۔ رام موہن رائے نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی۔ اور مذہبی تحقیق میں مصروف رہے۔

تحقیق مذاہب کا شوق

جب جوانی کو پہنچے۔ تو مذہب کی تحقیق و تدقیق کا طبیعت میں شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ اس جذبہ کے ماتحت رخت سفر باندھ تبت کی طرف روانہ ہوگئے۔ عرصہ چار برس تک بدھ مذہب کی تحقیق کے لئے سیر و سیاحت کرنے کے بعد اپنے گھر واپس پہنچے۔ اور بعد ازاں انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ تا اس طریق سے عیسائی مذہب سے واقفیت حاصل کرسکیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ چنانچہ ۱۸۰۵ء سے لیکر ۱۸۱۳ء تک نہایت دیانتداری کے ساتھ عدالت میں سررشتہ داری کے فرائض بجالاتے رہے۔ ایک عرصہ بعد انگریزی بائیبل کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ اور پھر ایک یہودی کو ملازم رکھ کر اس سے باقاعدہ طور پر چھ ماہ کے اندر عبرانی زبان سیکھی۔

تعمیر مندر

۱۸۱۳ء میں جب ۴۲ برس کی عمر کو پہنچے۔ تو کلکتہ میں اپنے مکان کے سامنے ایک چبوترہ بنوا کر اس کے ارد گرد کچھ نفرات کنندہ کر کر تین وقت عبادت بجالانے لگے جب عبادت کرچکتے تو اس چبوترہ کا طواف بھی کرتے۔

سماج مندر کی بنیاد

تھوڑا عرصہ گزرنے پر شہر کے ایک حصہ میں ایک قطعہ زمین خرید کر سماج مندر کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ ۲۳ جنوری ۱۸۳۰ء کو اس مندر کا افتتاح کیا گیا۔ اس دن کو اب برہموازم والے اپنے لئے بطور عید سمجھتے ہیں۔ اور آج تک اس کی یاد کو تازہ رکھتے ہیں۔

اس مندر کے تعمیر کی غرض اس کے بانی نے بذریعہ ٹرسٹ کے یہ ظاہر کی۔ کہ یہ تمام فرقوں اور قوموں کے لئے مساوی طور پر کھلا رہیگا۔ اور ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان برہمن ہو۔ یا غیر برہمن سب کے سب اس مندر میں اپنی عبادات کو بجالا سکتے ہیں۔

رسم ستی کے خلاف تقاریر

اس زمانہ میں رسم ستی کے خلاف انہوں نے جابجا تقریریں کیں۔ لوگوں نے بہت مخالفت کی لیکن آخر کار گورنمنٹ آف انڈیا نے اسے ۱۸۳۰ء میں قانوناً مسدود کر دیا۔

سفر ولایت

۱۸۳۰ء میں شاہ دہلی کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف کچھ شکایات پیدا ہوئیں اس پر اس نے شاہ انگلستان کے پاس اپیل کی۔ اور اس کام کے لئے رام موہن رائے کو منتخب کر کے اور راجہ کا خطاب دیکر بطور مختار کار ولایت روانہ کر دیا۔ اس معاملہ میں انہیں کامیابی ہوئی۔ بعد ازاں ولایت میں دو سال رہے اس عرصہ میں ملک فرانس کی بھی سیاحت کی۔ اور واپس ہندوستان آنے کے ارادہ میں تھے۔ کہ آپ بخار میں مبتلا ہوکر ۲۷ ستمبر ۱۸۳۳ء کو فوت ہوگئے۔ جب ان کو غسل دیا گیا۔ تو ان کے گلے میں زنار دیکھا گیا۔ جسے رام موہن رائے اپنی قمیص کے اندر پہنا کرتے تھے یہ وہ شخص تھا جس نے برہموازم کی بنیاد ڈالی۔

برہموازم کے اصول

برہموازم کے بانی کے مختصر تاریخی حالات بتانے کے بعد برہموازم کے اصول تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہی کل کائنات کا خالق وقیوم ہے۔ وہ قادر مطلق اور علیم کل ہے۔ مجیب کل اور عادل پاک اور حافظ و ناظر ہے۔ راحت حقیقی اور نجات دہندہ ہے۔

۲۔ روح انسانی غیر فانی ہے۔ اور وہ غیر متناہی ترقی کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ روح اپنے افعال و اعمال کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔

۳۔ کوئی انسان یا کتاب غلطی سے مبرا نہیں۔ اور روح کی نجات کا کامل اور ایک ہی ذریعہ نہیں ہوسکتی۔ انسانوں کے لئے صدق و راستی ہی کلام الٰہی ہے۔ ہر قوم کی مذہبی کتاب اور بزرگوں کے کلام سے راستی کو تعظیم اور عزت سے قبول کرنا ضروری امر ہے۔

۴۔ خدا سب کا باپ ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

۵۔ خدا نیکی کی جزا اور بدی کی سزا دیتا ہے۔ لیکن اس کی سزا ہمارے فائدہ کے لئے ہوتی ہے۔ اور وہ سزا عارضی ہوتی ہے۔

۶۔ گناہ آلود زندگی کا ترک کردینا اور اخلاص سے توبہ کرنا ہی گناہ کے لئے کفارہ ہے۔ نیکی اور پاکیزگی میں خدا کی مرضی کے ساتھ ایک ہوجانا ہی سچی اور حقیقی نجات ہے۔

راجہ رام موہن رائے کا ہرگز یہ دعویٰ نہ تھا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے مامور کئے گئے ہیں۔ اور نہ ہی ان کو یہ تمنا تھی کہ ان کی سوسائٹی کلکتہ سے باہر پھیلے۔ انہوں نے صرف ایک مقامی سوسائٹی بنائی تھی۔ لیکن ان کے بعد مسٹر کیشب چندر سین نے مختلف شہروں کا دورہ کر کے اس کی شاخیں قائم کیں۔ اور اسے کسی قدر اشاعت دی۔

برہمو سماجیوں کی تعداد

برہمو سماج کی تعداد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ساڑھے پانچ ہزار تھی۔ جس کا زیادہ حصہ بنگال میں تھا۔ اس سے دس سال قبل ان کی تعداد چار ہزار تھی جس میں سے تین ہزار بنگال میں تھے۔ لیکن اب ان کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور ان کے مرکز میں تو کوئی طاقت بہت گھٹ رہی ہے۔ اس سوسائٹی کے بانی کے وفات پا جانے کے بعد برہموازم میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہوگئیں ہیں۔ چنانچہ ویدوں کے الہامی ہونے کا انکار بھی انہوں نے بعد میں ہی کیا ہے۔ برہمو سماج کا کسی قدر ملک پر بھی اثر ہے۔ کیونکہ اس کا علاوہ ایک حد تک مغربی تمدن سے ہے۔ اور مغربی تمدن چونکہ مشرقی طبائع پر خاموشی کے ساتھ اثر کرتا جا رہا ہے۔ اس لئے برہموازم کا بھی اثر نمایاں طور پر تو نہیں۔ لیکن بہرحال کسی قدر ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ مغربی تمدن کے ساتھ کچھ تعلق رکھتا ہے۔ برہمو سماج کی تمام تاریخ اور ان کے اصول پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں جو خوبیاں ہیں۔ وہ سب ادھوری ہیں۔ اور اپنے اندر کمال نہیں رکھتیں ؛

(شیخ مبارک احمد مولوی

فضیلت اسلام

عبادتِ الٰہی کس طرح کرنی چاہیئے

جیسا کہ گذشتہ مضمون میں بتایا جا چکا ہے انسانی عبادت کی غرض چونکہ وصالِ الٰہی ہے اس لئے وہی طریقہ عبادت بہترین ہوگا۔ جس سے وصالِ الٰہی حاصل ہو سکے۔ اس بارے میں لوگوں نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور ایسے ایسے طریق سوچے ہیں۔ جو یا تو مضحکہ خیز ہیں۔ یا بے فائدہ

دنیا سے انقطاع بزدلی ہے

بعض نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ دنیا خدا تک پہنچنے سے ہمیں روکتی ہے۔ ان کے نزدیک عبادت یہی ہے۔ کہ انسان دنیا سے الگ ہو جائے اور کلی طور پر منقطع ہو کر ریاضتوں میں لگا رہے۔ اسلام کے نزدیک یہ بزدلی ہے۔ اسلام کہتا ہے خدا نے دنیا کی کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی۔ اور یہی اس بات پر کافی دلیل ہے کہ دنیا خدا سے روکتی نہیں بلکہ اس کا غلط اور بے محل استعمال انسان کو جادۂ استقامت سے ہٹا دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے "الخلق عیال اللّٰہ فاحب الخلق من احسن الی عیالہ" (مشکوٰۃ باب الشفقۃ) کہ تمام انسان خدا تعالیٰ کے عیال ہیں پس خدا کی نظروں میں بہترین انسان وہ ہے جو اس کے عیال (دوسری مخلوق) کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح بہترین سلوک کرے جس طرح خدا تعالیٰ مخلوقات کے ساتھ مہربانی شفقت اور رحمت کا سلوک کرتا ہے بہر حال ایسا انسان جو دنیا سے کلی طور پر الگ ہو جاتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے اتنے بڑے کارخانہ کو لغو اور عبث قرار دیتا ہے۔

بہترین طریق عبادت اور صحیح طرزِ عمل وہی ہو سکتا ہے۔ جو جہاں انسان کے لئے موجبِ مشقت نہ ہو وہاں ہر طبقہ کے انسان کے لئے قابلِ عمل بھی ہو۔ اس پر امیر و غریب۔ مسافر و حاضر۔ ملازم اور تاجر۔ چھوٹا اور بڑا۔ غرضیکہ ہر شخص عمل کر سکتا ہو۔ اسلام نے جو طریق عبادت بیان فرمایا ہے وہ ایسا ہی ہے۔ یعنی تخلقوا باخلاق اللّٰہِ خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا اور اپنی زندگی کو اس حقیقی نمونہ کے مطابق بنا کر اس کے ساتھ کامل اتحاد پیدا کرنا۔

اسلامی نماز

دوسرا طریق عبادت جو خصوصیت کا رنگ رکھتا ہے وہ "نماز" ہے۔ نماز کے علاوہ اسلام میں زکوٰۃ۔ روزہ اور حج بھی عبادات میں داخل ہیں۔ مگر وہ چونکہ ہر شخص پر ہر حالت میں فرض نہیں بلکہ صرف بعض حالات میں فرض ہیں۔ اس لئے میں یہاں نماز ہی پر (جو اسلامی عبادات میں سب سے اہم ہے) اکتفا کرتا ہوں۔

نماز کو اسلام نے کتابًا موقوتًا قرار دیا ہے۔ اور اس کو ہر بالغ اور عاقل مسلمان پر دن رات میں پانچ دفعہ مقرر کیا ہے۔

تعیینِ قبلہ اور تقررِ اوقات

نماز کے لئے قبلہ اور اوقات کو مقرر کر دینے کی فلاسفی یہ ہے۔ کہ اسلام اپنے ہر کام میں شیرازہ اور اجتماع کو مقدم اور ضروری قرار دیتا ہے۔ اسلام تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک تشتت وانتشار موجب ضعف و اختلال ہے۔ اور کسی قوم کی ترقی اور قیام و بقا کا باعث اتفاق اور اتحاد ہے۔ قرآن مجید نے صاف لفظوں میں بیان فرما دیا ہے کہ "لِلّٰہِ المشرق والمغرب فاینما تولّوا فثمّ وجہُ اللّٰہ" خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس لئے مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف منہ کر لینے میں ہی کوئی نیکی نہیں ہے۔ ہاں ہم نے تم کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور تشتت اور انتشار سے بچانے کی غرض سے تمہارے لئے ایک خاص مقام مقرر کر دیا ہے۔ تاکہ وحدتِ نسلِ انسانی کی غرض مفقود نہ ہو جائے۔ اسی طرح نماز کے اوقات مقرر کرنے میں بھی یہی حکمت ہے۔ کہ اجتماع نہ ٹوٹے اور افتراق پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی وقت مقرر نہ ہوتا تو کوئی کسی وقت نماز پڑھتا اور کوئی کسی وقت اجتماع ناممکن ہو جاتا۔ اور پھر اگر صرف اتنا ہی کہہ دیا جاتا کہ پانچ دفعہ نماز پڑھ لیا کرو۔ تو بالکل ممکن تھا۔ کہ اکثریت اس کی طرف سے غافل ہو جاتی۔ غرضیکہ اگر اوقات مقرر نہ ہوتے تو سستی پیدا ہوتی۔ دوسرا فائدہ وقت کے تعیّن کا یہ ہے کہ وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ اور ہر کام کو وقت پر کرنے کا سبق اس سے ملتا ہے۔

حرکات و سکنات

اسلامی نماز خدا تعالیٰ کے آگے کامل انکسار اور انتہائی تذلل کے تمام طریقوں کو اپنے اندر جمع کرتی ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تعظیم کا طریق دست بستہ کھڑا ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک جھکنا علامتِ تعظیم ہے۔ بعض کے نزدیک زانوئے ادب تہ کرنا طریق اکرام اور بعض کے ہاں سربسجود ہونا مظہر انکسار حقیقی ہے۔ تمام دنیا کی تہذیبوں کو بغور دیکھ لو ان ہی طریقوں میں سے کوئی نہ کوئی طریق تعظیم ان میں رائج ہوگا۔ اس کے برخلاف چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ اکڑ کر کھڑا ہونا۔ گردن اکڑانا۔ ادھر ادھر دیکھتے رہنا یا یونہی ہاتھ پاؤں ہلاتے رہنا یہ امور بدتہذیبی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اسلام نے انکسار اور تعظیم کے تمام طریقوں کو نماز میں جمع کر دیا ہے۔ اس میں انسان خدا تعالیٰ کے حضور دست بستہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے آگے جھکتا ہے۔ پھر انتہائی تذلل کے ساتھ اپنے سر کو جو معزز ترین حصہ جسم ہے زمین پر ٹکا دیتا ہے۔ کبھی اس کے حضور دو زانو ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ گویا اس معلم حقیقی سے درس عبودیت لے رہا ہے۔ غرضیکہ نماز کی حرکات انسان کی اندرونی کیفیات کے لئے بطور مظاہر کے ہیں۔ اور یہ یقینی امر ہے۔ کہ اس سے بہتر اور کوئی طریق عاجزی اور انکسار کا ممکن نہیں۔

تعدادِ رکعات اور توجہ کی فلاسفی

اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ عبادت کی غرض وصالِ الٰہی ہے اور یہ کہ بہترین طریق عبادت وہی ہو سکتا ہے۔ جس سے حصولِ رضائے خداوندی اور وصالِ الٰہی ہو۔ اور خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنے۔

ہمارا تجربہ ہے کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کی خواہش کے مطابق دو ہی طریقوں سے عمل کرتا ہے۔ اول اپنی مرضی اور خوشی سے دوم بعض حالات کے ماتحت مجبور ہو کر۔ دوسری قسم میں "توجہ" بھی داخل ہے پہلی قسم کی مثال دو دوستوں کی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت کے رشتہ میں منسلک ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کے ارادوں اور مقاصد میں اتحاد ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی مثال عامل و معمول کی ہے عامل (مسمیرائزر) توجہ کے ذریعہ معمول کو کلی طور پر اپنے ارادہ کا مطیع کر لیتا ہے۔ عامل کی قوت ارادی معمول کی قوت ارادی سے قوی ہوتی ہے اس لئے اس پر غالب آ جاتی ہے۔ جتنی جتنی معمول کی قوت ارادی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس پر عامل کا غلبہ کمزور ہوتا چلا جائیگا۔ یہاں تک کہ اگر معمول کی قوتِ ارادی عامل کی قوت ارادی سے زیادہ ہوگی تو اس پر عامل کی توجہ اور مسمیریزم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے اپنے مقاصد کس طرح حاصل کریں؟ کیا اپنی توجہ کے زور سے؟ قرآن مجید اس کے جواب میں فرماتا ہے۔ انّما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی قوت ارادی پر کبھی غالب نہیں آ سکتے۔ کیونکہ اس کا ارادہ تو بذاتِ خود پورا ہونے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرما کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو کر رہتی ہے۔ پس تم اپنی "توجہ" سے خدا تعالیٰ سے اپنے مقاصد کو پورا نہیں کرا سکتے۔ کیونکہ اس کی قوتِ ارادی تمہاری قوت ارادی سے بدرجہا طاقتور ہے۔ تم اگر کسی جنگل میں تن تنہا آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ اور انتہائی توجہ سے بیٹھے رہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا

کیونکہ تمہاری قوت ارادی اپنے ضعف کی وجہ سے اس کو اپنی طرف جذب نہیں کرسکتی۔ ہاں خدا تعالیٰ سے اپنے مقاصد کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ دعا اور عاجزی۔ محبت اور الفت کا طریق ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر۔ کہ تمہارا ادراک اور تمہاری توجہ خود بخود خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور تم قطعاً اس کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خود اپنے فضل اور اپنی مرضی سے تمہیں اوپر اٹھالے۔ پس اسلام محض توجہ اور محویت کو طریق عبادت میں داخل نہیں کرتا۔ بلکہ دعا اور عاجزی کو اس کا قائم مقام بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نماز میں رکعتیں اور حرکات مقرر ہیں۔ جو انسان کے حواس کو بے قابو ہونے سے روکتی ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ ایک لطیف ترین ہستی ہے۔ وہ ایک غیر محدود اور بے انتہا ذات ہے۔ اگر ہم اپنی آنکھیں بند کرکے اپنے تصور اور توجہ پر زور دیں گے۔ جس طرح بعض مذاہب کے لوگ کرتے ہیں تو ہم اپنے ذہن میں خدا کا ایک نقشہ جمائیں گے۔ جو یقیناً غلط ہوگا۔ پس اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ تم یہ خیال دل سے نکال دو۔ کہ تم اگر آنکھیں بند کرکے اور سانس روک کر بیٹھ جاؤ گے۔ تو اس سے خدا مل جائیگا۔ اور تمہاری توجہ اور محویت خدا کو اپنی طرف کھینچ لائے گی۔ یا کم از کم متوجہ کرے گی۔ ہاں تم خدا کی صفت رحم کو حرکت دو۔ اس کے آگے گڑگڑاؤ۔ اور دعا مانگو۔ کہ اے خدا! تو جو بے انتہا طاقتوں والا ہے۔ اپنے فضل و رحم اور اپنی قدرت کاملہ سے میری تکلیفوں، مصیبتوں، رنجوں اور کلفتوں کو دور فرما۔ تب خدا تعالیٰ اپنے بندے پر اسی طرح دست شفقت دراز کرے گا۔ جس طرح ایک باپ اپنے پیارے اور فرمانبردار بیٹے پر۔ اور اس کے رحم کی چادر اس بندۂ عبادت گزار و اپنے نیچے ڈھانپ لے گی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نماز کی حرکتیں ایک غیر منقطع توجہ کو قائم نہیں رہنے دیتیں۔

خاکسار عبدالرحمٰن خادم۔ بی۔ اے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے

مظلومین کشمیر کے لئے چندہ کی تحریک

خدا تعالیٰ کے فضل سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس کے اخراجات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اشد ضروری اخراجات کے بالمقابل آمدنی بہت کم ہے۔ چونکہ کام ضروری اور اہم ہے۔ اور موجودہ حالت میں چھوڑ دینے سے شروع کئے ہوئے کام کے تباہ و برباد ہو جانے کا خطرہ ہے۔ بلکہ اس وقت تک ہزارہا روپیہ جو خرچ کیا جاچکا ہے۔ وہ بھی برباد ہو جاتا ہے جسے کسی حالت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس کام کی تکمیل نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی عدم توجہ کو دیکھتے ہوئے۔ اور اس وجہ سے کہ اس کام کو بغیر تکمیل کے ادھورا نہیں چھوڑا جاسکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جماعت کے ہر ایک فرد سے یہ مطالبہ فرمایا ہے۔ کہ آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ چندہ مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے دے۔ اور ہر ایک جماعت کے کارکن احباب کا فرض قرار دیا ہے۔ کہ اپنی اپنی جماعت کے ہر شخص سے اس کی ماہوار آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ وصول کریں۔ نیز حتی الوسع دوسرے مسلمانوں سے بھی یہ چندہ وصول کرنے کی سعی کریں۔ چنانچہ فرمایا۔

"گذشتہ ایام میں میں نے کشمیر کے چندے کے لئے تحریک کی تھی۔ دو ماہ تو خوب کوشش کی گئی مگر اب پھر بند ہے۔ حالانکہ کام پہلے سے زیادہ ہوگیا ہے۔ گویا ایسی حالت ہے۔ کہ جیسے کسی نے افیون کھائی ہو۔ اور اسے بار بار ہلانا پڑتا ہو۔۔۔۔۔۔۔ بے شک دوستوں نے چندے دیئے ہیں۔ لیکن اس اصول پر نہیں۔ جو میں نے مقرر کیا تھا۔ کہ باقاعدہ ایک پائی فی روپیہ ماہوار چندہ دیا جائے۔"

پھر فرمایا۔

"یہ کام ابھی ختم نہیں ہوا۔ بلکہ بڑھ رہا ہے۔ یہ مظلوم قوم کے لئے بالکل معمولی قربانی ہے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ استقلال سے کام کریں۔ اور کوئی کام کرنے کا وعدہ کریں۔ تو انتہا تک کرتے جائیں۔ اور پھر کسی تحریک میں حصہ لیں۔ تو دوسری تحریکات کو بھول نہ جائیں"

اسی سلسلہ میں کارکن اصحاب کے متعلق فرمایا۔ ۲۴

۲۴ "انسان کو اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کوتاہی رہ جائے۔ تو خدا تعالیٰ پکڑتا نہیں۔ جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کا بندہ چست اور پورے زور کے ساتھ کوشش کر رہا ہے تو وہ سارے قرضے معاف کر دیتا ہے بلکہ اپنے پاس سے بھی دیتا ہے لیکن جو کوشش نہیں کرتا۔ وہ ضرور مواخذہ کے نیچے ہے"

پس حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت کارکن احباب اور دوسرے دوستوں سے التماس ہے کہ مظلومین کشمیر کی امداد کا چندہ نہ صرف باقاعدہ اور باشرح ادا کریں۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی جہاں تک ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ وصول کرکے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان کو ارسال کریں۔ نیز ایسی رقم کی تفصیل اسم وار بھی دیں۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

کشمیر میں

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اثنائے تحریک کشمیر میں کئی بار محترم صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ریاست میں مختلف موقعوں پر بطور نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بھیجا گیا۔ اور آپ نے ہر موقعہ پر صدر محترم کی ہدایات کے ماتحت ایسا رویہ اختیار کیا۔ جس سے حکومت اور پبلک کے درمیان تعاون اور بہتری کی صورت پیدا ہوئی۔ چنانچہ فسادات جموں کے وقت جبکہ مسلمان حکومت کے ساتھ عدم تعاون کر رہے تھے۔ آپ کی کوششوں سے ایسی صورت پیدا ہوگئی۔ کہ تصفیہ ہوگیا۔ آپ نے علاقہ کھڑی سے ترک وطن کرنے والوں اور ریاست میں سمجھوتہ کرانے کے لئے جو مساعی کیں۔ وہ نہایت ہی قابل قدر تھیں۔ اس علاقہ کے ہزارہا لوگ ڈوگرہ فوج کے مظالم سے تنگ آکر اپنے گھر بار کو چھوڑ کر جہلم میں پناہ گزین ہوگئے تھے اگر اس کا فوراً تدارک نہ کیا جاتا۔ تو اس کے نتائج بہت ہی تکلیف دہ نکلتے۔ وہ اس وقت حکام کی بات ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسے وقت میں صدر محترم آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو ہدایات دے کر بھیجا جنہوں نے وطن ترک کرنے والوں اور حکام کے درمیان ایک باعزت سمجھوتہ کرا دیا۔ جس پر وہ بخوشی خاطر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوگئے۔ اسی طرح گذشتہ دنوں میں انہیں علاقہ پونچھ میں بھیجا گیا۔ تاکہ وہ ان مظالم کی جو وہاں مسلمانوں پر کئے جاتے ہیں۔ تحقیقات کریں۔ اور وہ ایک مکمل تحقیقات کرکے واپس آئے۔ اب اس غرض کے لئے سرینگر بھیجا گیا ہے۔ کہ وہ اعلےٰ حکام سے ملکر رعایا اور حکومت کے درمیان بہتری اور تعاون کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اعلیٰ حکام سے امید ہے۔ کہ وہ ان کے ساتھ اس بارہ میں ہر ممکن امداد کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔

(شمس کاشمیری)

وی پی الفضل آٹھ اگست کو ہونگے

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۶ جولائی سے ۱۵ اگست تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ان کے نام اگست کے پہلے ہفتے کے اختتام پر وی پی ہونگے بہتر ہوگا کہ مفصلہ ذیل اصحاب اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا دستی یا معرفت سیکرٹری صاحب انجمن ادا فرما دیں۔ کوشش کی جائے کہ ۵ اگست تک بیمہ رقم یا اطلاع پہنچ جائے ورنہ وی پی ۸ اگست کو ہو جائیگا۔ مینیجر

نمبر خریداری	نام
۹۷	منشی العلیم صاحب
۱۴۱	پیر حاجی احمد صاحب
۲۶۵	چوہدری غلام محمد صاحب
۲۹۱	ملک سردار خانصاحب
۶۸۳	محمد امین فضل کریم صاحب
۹۲۷	بابو عبداللہ صاحب
۱۲۸۵	چوہدری غلام جیلانی صاحب
۱۴۳۰	بابو محمد شفیع صاحب
۱۶۰۶	قاضی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب
۱۶۷۱	میاں عبدالغفار صاحب
۱۷۰۹	ماسٹر شیر عالم صاحب
۱۷۵۰	نصراللہ خانصاحب
۱۹۴۱	قاضی محمد حسین صاحب
۲۱۶۰	میاں محمد ابراہیم صاحب
۲۳۰۶	بابو حشمت اللہ صاحب
۲۷۲۳	چوہدری اللہ دتہ صاحب
۲۷۸۸	چوہدری فضل احمد صاحب
۲۸۷۱	ملک صاحب خانصاحب
۳۲۳۱	غلام احمد صاحب
۳۴۸۶	سید احمد صاحب
۳۶۴۳	چوہدری نعمت خانصاحب
۳۷۲۵	مرزا اکبر بیگ صاحب
۳۷۵۹	بابو شمس دین صاحب
۴۴۱۸	خانصاحب منشی برکت علی صاحب
۴۴۲۳	میر کریم بخش صاحب
۴۷۸۵	ڈاکٹر [illegible] صاحب عالی
۴۸۰۰	ڈاکٹر و سیتد عبدالوحید صاحب
۴۸۶۰	امام بخش صاحب
۵۰۴۶	ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب
۵۲۳۱	چوہدری محمد بخش صاحب
۵۳۳۰	چوہدری سردار خانصاحب
۵۳۶۷	محمد اسمٰعیل صاحب
۵۲۸۸	محمد الدین احمد صاحب
۵۴۱۲	مولوی کرم الٰہی صاحب
۵۷۳۹	سید ناظر حسین صاحب
۵۸۲۴	سعد اللہ خانصاحب
۵۸۳۴	ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب
۵۸۳۹	بابو محمد خانصاحب
۵۸۶۰	محمد حاجی ایوب صاحب
۵۸۶۵	محمد بدر علی صاحب
۵۹۷۰	چوہدری محمد افضل خانصاحب
۵۹۸۰	ماسٹر محمد مولا داد خانصاحب
۶۰۰۷	اختر علی صاحب
۶۲۱۱	عبدالقیوم صاحب
۶۳۳۱	محمد عالم صاحب
۶۳۴۸	محمد فضل محمد حلیمی صاحب
۶۴۲۴	چوہدری غلام محمد صاحب
۶۴۳۴	خانصاحب فدا حسین صاحب
۶۴۷۲	اے جی ناصر صاحب
۶۴۸۲	محمد یونس علی صاحب
۶۴۸۳	شیخ محمد صدیق صاحب
۶۸۱۶	عزیز احمد صاحب
۶۸۴۰	مخدوم نذیر احمد صاحب
۶۸۸۰	محمد الیاس صاحب
۶۸۸۱	مظفر خان صاحب
۶۹۱۶	امیر محمد خاں صاحب
۷۰۳۸	پیر رشید احمد صاحب
۷۱۵۰	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۱۵۴	خلیفہ نورالدین صاحب
۷۲۲۷	فتح محمد صاحب
۷۲۴۰	چوہدری سردار احمد صاحب
۷۲۵۵	بنت ڈاکٹر احمد خانصاحب
۷۲۸۵	سلطان احمد صاحب
۷۲۹۶	آئی ایم خان صاحب
۷۳۰۷	محمد علی صاحب
۷۴۳۹	صلاح الدین صاحب
۷۵۰۵	میجر فضل الدین صاحب
۷۵۱۹	مرزا عبدالقیوم صاحب
۷۵۵۸	ملک حسن محمد صاحب
۷۵۶۰	ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ
۷۶۰۰	جمعدار محمد عالم صاحب
۷۷۲۸	شیخ محمد علی صاحب
۷۷۲۹	عبدالرحمٰن صاحب
۷۷۴۰	سید ضیاء الحق صاحب
۷۷۴۵	ایم ایم سلیم اکبر صاحب
۷۷۵۷	بابو محمد شفیع خانصاحب
۷۷۶۸	ڈاکٹر محمد لطیف صاحب
۷۷۹۰	محمد صادق صاحب
۷۸۴۰	پیر عبدالعلی صاحب
۷۹۱۱	محبوب عالم صاحب
۷۹۱۷	چوہدری غلام حسین صاحب
۸۰۴۳	محمد کئی صاحب
۸۰۴۸	محمود احمد صاحب
۸۰۴۹	محمد ابراہیم صاحب
۸۰۵۷	ڈاکٹر رحمت علی صاحب
۸۰۷۵	ماسٹر رشید احمد صاحب
۸۱۲۶	ملک محمد الدین صاحب
۸۱۴۲	بابو عبدالحق صاحب
۸۱۵۶	شیخ غلام رسول صاحب
۸۱۶۵	بابو غلام محمد صاحب
۸۲۲۸	محمد حبیب اللہ صاحب
۸۲۸۶	محمد بخش صاحب
۸۳۱۳	مستری محمد صادق صاحب
۸۳۲۷	حکیم میر سعادت علی صاحب
۸۳۲۰	محمد الدین صاحب
۸۳۲۴	فضل الرحمٰن صاحب
۸۳۳۷	خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب
۸۳۳۸	عبداللہ خانصاحب
۸۳۳۹	ایم کے یوسف حسین صاحب
۸۳۴۶	ڈاکٹر فیض اللہ خانصاحب
۸۳۴۸	کریم بخش صاحب
۸۳۵۳	ماسٹر کالے خانصاحب
۸۳۵۵	سید نادر شاہ صاحب
۸۳۵۸	جناب ضیاء الحق صاحب
۸۳۷۰	عبدالرزاق صاحب
۸۳۹۳	سید علی محمد صاحب
۸۴۲۱	چوہدری مہر الدین صاحب
۸۴۲۷	خواجہ حنیف اللہ صاحب
۸۴۵۴	سید محمد مقصود علی صاحب
۸۴۶۴	جمعدار عبدالرحمٰن صاحب
۸۴۷۲	ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار
۸۴۹۵	مرزا محمد شفیع صاحب
۸۵۳۰	چوہدری محمد جعفر صاحب
۸۵۶۱	نواب احمد خان صاحب
۸۵۷۳	محمد اشرف صاحب
۸۵۸۴	منیجر صاحب آریہ مسافر
۸۵۹۷	فرزند علی شاہ صاحب
۸۶۰۲	عبدالعزیز صاحب
۸۶۰۳	فقیر عبداللہ خانصاحب
۸۶۴۲	شیخ محمد حسین صاحب
۸۶۴۳	اخوند محمد اکبر صاحب
۸۶۹۰	غلام حسین صاحب
۸۷۱۱	منشی غلام حسین صاحب
۸۷۳۳	عبدالغفور صاحب
۸۷۴۴	محمد صدیق احمد صاحب
۸۷۴۶	چوہدری امداد علی صاحب
۸۸۳۶	محمد بخش صاحب
۸۸۴۲	عنایت حسین شاہ صاحب
۸۸۴۴	چوہدری ولی محمد صاحب
۸۸۴۶	سید فیاض الدین احمد صاحب
۸۸۴۹	چوہدری سراج الدین صاحب
۸۸۵۷	منشی محمد عالم صاحب
۸۸۶۴	چوہدری علی احمد صاحب
۸۸۶۶	مستری غلام رسول صاحب
۸۸۶۷	مستری غلام محمد صاحب
۸۸۶۹	خواجہ محمد گل صاحب
۸۸۷۱	محمد عارف صاحب
۸۸۷۸	محمد عمر صاحب
۸۸۸۸	حکیم محمد جمیل صاحب
۸۸۸۳	غلام رسول صاحب
۸۸۸۷	چوہدری عاشق محمد صاحب
۸۸۹۰	محمد شفیع خانصاحب
۸۸۹۴	ایم عبدالعزیز صاحب
۸۸۹۷	عبدالصمد صاحب
۸۹۱۷	عبدالغنی عبدالرزاق صاحب
۸۹۳۰	خواجہ شمس الدین صاحب
۹۰۳۰	محمد الدین صاحب
۹۰۲۱	عبدالعزیز صاحب
۹۰۴۴	سردار خان صاحب
۹۰۴۵	ڈاکٹر محمد احسان شاہ صاحب
۹۰۶۱	محمد ابراہیم صاحب
۹۰۶۴	محمد صادق صاحب
۹۰۹۷	مولوی عبدالباقی صاحب
۹۱۰۱	مولوی عبدالماجد صاحب
۹۱۰۵	ماسٹر ود باوے خانصاحب
۹۱۱۰	محمد لطیف صاحب
۹۱۳۰	ملک عبدالخالق صاحب
۹۱۴۹	بابو محمد عثمان صاحب
۹۱۵۴	چوہدری سردار خانصاحب
۹۱۵۶	شریف احمد صاحب
۹۱۵۸	سیٹھ خیر الدین احمد صاحب
۹۱۵۹	چوہدری فیروز الدین صاحب
۹۱۶۱	حسین بخش صاحب
۹۱۶۲	سید محمد حسین صاحب
۹۱۶۳	سید محمد افضل شاہ
۹۱۶۵	چوہدری عبدالقادر صاحب
۹۱۷۰	خادم علی صاحب
۹۱۷۲	چوہدری محمد خان صاحب
۹۱۸۰	سکرٹری انجمن احمدیہ
۹۱۸۱	عبدالحکیم صاحب
۹۱۸۲	شیخ انعام اللہ صاحب
۹۱۸۶	محمد حنیف صاحب
۹۱۸۷	عبدالعزیز صاحب
۹۱۸۹	خواجہ غنی جو صاحب
۹۱۹۰	محمد عبدالغنی صاحب
۹۱۹۳	حاجی جلال الدین صاحب
۹۱۹۴	مستری فیروز الدین صاحب
۹۱۹۹	امیر علی خانصاحب
۹۲۰۳	راجہ راج محمد صاحب
۹۲۲۸	پبلک پراسیکیوٹر
۹۲۳۲	خواجہ عبدالصمد صاحب
۹۲۴۰	سید زمان شاہ
۹۲۷۹	عبدالرحمٰن صاحب
۹۲۹۳	محمود شاہ صاحب
۹۲۹۶	غلام رسول صاحب
۹۲۹۷	ڈاکٹر محبوب الرحمٰن صاحب
۹۲۹۹	ماسٹر رحمت علی صاحب
۹۳۰۰	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۳۰۲	محمد شفیع صاحب
۹۳۰۳	ماسٹر احسان اللہ خانصاحب
۹۳۰۴	اللہ بچایا صاحب
۹۳۰۵	جمیل احمد صاحب
۹۳۲۲	شیخ اسماعیل صاحب
۹۳۲۵	غلام صمدانی صاحب
۹۳۲۸	حکیم برکت اللہ صاحب
۹۳۳۰	چوہدری عمر الدین صاحب
۹۳۳۱	شیخ فتح علی صاحب
۹۳۳۴	منشی عبداللہ خانصاحب
۹۳۳۵	منشی سلطان محمود صاحب
۹۳۴۷	جے اے حکیم صاحب
۹۳۵۱	بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۵۲	بشیر احمد صاحب
۹۳۶۳	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب

مندرجہ بالا احباب کو نہ صرف خود آئندہ کے لئے الفضل کی قیمت ادا کر کے پرچہ جاری رکھنا چاہئے بلکہ یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ اور احباب بھی الفضل کے خریدار بنیں

56

۳۲۸

آجکل ہاضمہ کا پورا خیال رکھیں

آجکل اس کی خرابی سے صحت بگڑتی ہے۔ بخار وغیرہ بھی سب اسی کے فساد ہیں۔ ہاضمہ کا پورا پورا خیال رکھیں۔ تو تمام موسمی تکلیفوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس موسم میں بھی صحت کی ترقی ہو سکتی ہے۔ ہاضمہ کو مکمل صحت میں رکھنے کے لئے

"امرت دھارا"

کا استعمال بکثرت جاری رکھنا چاہیئے۔ کوئی بھی تکلیف ہو جائے۔ اسی پر زور دینا چاہیئے۔ اسے دستوں میں انار دانہ کے پانی سے بار بار پینا چاہیئے اس کا استعمال ہر قسم کے انفلوئنزا وغیرہ بخاروں سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہ کمال درجہ کی انٹی سپٹک بھی ہے۔ ہاضمہ ٹھیک رہے گا۔ تو قدرت کی نعمتوں سے فائدہ ہی فائدہ اٹھائیں گے۔ اور آجکل بھی صحت کی ترقی ہوتی دیکھیں گے۔

گھر میں رکھیئے۔ جیب میں رکھیئے۔

بھولئے نہیں۔ صحت۔ روپیہ اور وقت سب کو بچا دیگی!

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے۔ نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے۔ نمونہ

احتیاط:۔ نقلوں سے بچو۔ کیونکہ سخت درپیہ امراض میں دھوکہ دیکر دکھ و تشویش بڑھادیں گی صحت کے معاملے میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو۔

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ "امرت دھارا" ۹۳ لاہور

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ "امرت دھارا بھون" "امرت دھارا سٹرک"۔ "امرت دھارا" ڈاک خانہ۔ لاہور۔

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

(گود بھری)

مولانا حکیم نورالدین شاہی طبیب کی نثر سالہ تجربہ مشہور عام رجسٹرڈ حب اٹھرا ہی ہے۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے تو اپنے گھر میں حب اٹھرا رجسٹرڈ استعمال کرادیں۔ اگر آپ نے اپنی بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے۔ تو حب اٹھرا رجسٹرڈ استعمال کرادیں۔ اگر آپ کو اپنی بے اولادی کی پیاس بجھانی منظور ہے تو حب اٹھرا رجسٹرڈ استعمال کرا دیں اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر اولاد حاصل کر چکے ہیں۔ اٹھرا کیا ہے حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ رجسٹرڈ حب اٹھرا رحم کی سب کمزوریاں دور کرتی ہے۔ رحم کو طاقتور بناتی ہے۔ اور بچہ رحم میں پوری طاقت حاصل کرتا ہے۔ حب اٹھرا حمل کو گرنے سے روکتی ہے اور پیدائش میں آسانی ہوتی ہے۔ بچہ خوبصورت مضبوط۔ تندرست۔ زمین پیدا ہوتا ہے۔ بچہ اور والدہ کیلئے تریاق ہے۔ قیمت فیتو دعیہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ہے۔ یکدم منگوانے پر صرف گیارہ روپیہ علاوہ محصول۔ نصف کیلئے صرف محصول معاف ہے۔

المشتہر:۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا کے کارکن احمدی ہیں

ہمارا کٹ پیس کا مال تمام ہندوستان میں مقبول ہو رہا ہے ہم قلیل منافع لیکر عمدہ۔ ارزاں مال کی چھوٹی نمونہ کی گانٹھیں مالیتی دو صد۔ یکصد۔ پچاس روپیہ تھوک نرخ پر بیوپاریوں کو بھیجتے ہیں۔ دو صد کی گانٹھ کا کرایہ مال گاڑی خود ادا کرتے ہیں۔ چہارم رقم ہمراہ آرڈر آنی چاہیئے۔ واٹر پروف کوٹ ارزاں نرخ پر دیتے ہیں:۔ امریکن کمرشل کمپنی (رجسٹری شدہ) بمبئی ملا

رشتہ درکار ہے

کنوارا رشتہ ہے صورت سیرت اچھی دینیات کی تعلیم خاص ساتویں جماعت تک دنیاوی تعلیم۔ امور خانہ داری میں ہوشیار راجپوت قوم ہے۔ درخواست کرنے والے برسر روزگار ہوں۔ جائداد والے ہوں۔ احمدی مبائع ہوں۔ اپنے مفصل حالات سے اطلاع دیں۔ خط و کتابت معرفت

جناب سید محمد اسحاق صاحب قادیان

سپیدہ آم

اس کے کھانے سے دل کو فرحت اور تازگی محسوس ہوتی ہے سب سے اچھا خوشبودار آم ہے ایک پارسل منگا لیجئے موسم ختم پر ہے ۱۳۲ دانہ معہ خرچ محصول بارہ روپیہ

نذیر برادرس فروٹ فارم ملیح آباد ضلع لکھنؤ

ایک احمدی ملازمہ کی ضرورت

مجھے ایک احمدی عورت کی ضرورت ہے۔ جو بچوں کی تربیت اور امور خانہ داری سے واقف اور ماہر ہو۔ اس کا فرض بچوں کو کھلانے۔ بہلانے اور دیگر امور خانہ داری میں مستورات کی امداد کرنا ہوگا۔ تنخواہ حسب قابلیت

درخواستیں بنام

شیخ محمد صدیق تاجر غلہ منڈی اوکاڑہ ضلع منٹگمری

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کلکتہ سے ۱۵ جولائی کی اطلاع ہے کہ ضلع مدناپور کے ایک گاؤں جنگوڑا میں جبکہ پولیس چوکیدارہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے گئی تو دیہاتیوں نے ادائیگی سے انکار کر دیا۔ پولیس نے گولی چلا دی جس سے کئی اشخاص مجروح ہو گئے۔

دہلی سے ۱۵ جولائی کی خبر ہے کہ یورپین لباس میں ملبوس سات ڈاکو جنہوں نے نقاب پہن رکھے تھے میسرز گیا پرشاد دبہاری لعل کی دوکان میں داخل ہوئے۔ دوکان والوں کو دھمکی دینے کے بعد گولی چلا دی جس سے ایک شخص ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔ شور ہونے پر ڈاکو کچھ لئے بغیر بھاگ گئے۔

فسادات بمبئی کے سلسلہ میں جو لوگ گرفتار کئے گئے تھے ان میں سے پانچ سو کچھ دس دنوں میں رہا کر دئے گئے ہیں۔

دہلی پولیس نے ۱۵ جولائی کو دریبہ بازار میں ایک دوکاندار کو گرفتار کیا جس کی دوکان سے چند ریوالور کچھ کارتوس اور چھریاں برآمد ہوئیں۔

پنڈت مدن موہن مالویہ نے اعلان کیا ہے کہ ۲۴ جولائی کو "آل انڈیا آرڈیننس ڈے" منایا جائے ہر شہر اور ہر قصبہ میں جلسے کر کے آرڈیننسوں کے خلاف پروٹسٹ کریں اور گورنمنٹ سے مشاورت اور مصالحت کی پالیسی اختیار کرنے پر زور دیں۔

ڈیرہ دون کی اطلاع ہے کہ جولائی کے آخری ہفتہ میں وائسرائے یہاں آنے والے ہیں۔ ان کا ارادہ چند روز قیام کرنے کا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے صوبوں کے گورنروں کو بھی یہاں بلایا ہے۔ تاکہ ان سے پولیٹیکل معاملات کے متعلق تبادلہ خیالات کریں۔

مسٹر سی ایچ ڈزنی مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں ۱۵ جولائی کو ۱۱۹ چالان پیش کئے گئے۔ ملزمان کے خلاف بغیر لیمپ کے سائیکل چلانے یا ایک سائیکل پر دو آدمی سوار کرنے کا الزام تھا۔ کچھ تانگہ والے بھی ان میں شامل تھے جن کے خلاف زیادہ سواریاں بٹھانے سپاہی کا کہنا نہ ماننے یا چرک سے سواریاں بٹھانے کا الزام تھا ایک سو ایسے تانگے والوں کو بھی سزا دی گئی جو زخمی گھوڑوں

کو چلاتے رہے تھے۔

شدید بارش کی وجہ سے کوئٹہ میں ایک لاکھ روپیہ کی جائداد کا نقصان ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں تیس سال کے عرصہ میں اتنی بارش نہیں ہوئی۔

پیپلز بنک کو جاری رکھنے کے لئے لالہ ہرکشن لال لاہور ہائیکورٹ میں ایک نئی سکیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس سکیم کو پیش کرنے کے لئے ہائیکورٹ نے انہیں ایک ہفتہ کی مہلت دی ہے۔

علاقہ لائلپور کے دو مشہور ڈاکو امیر محمد نمبردار اور دریام جنہوں نے بہت عرصہ سے دہشت پھیلا رکھی تھی۔ ۱۴ جولائی کو گرفتار کر لئے گئے عدالت نے امیر محمد کو دو سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا مزید چھ ماہ قید کی سزا کا حکم دیا اور دریام کو پانچ سال قید سخت کا

کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر بینٹ نے مسٹر میکڈانلڈ کے نام معاہدہ لوزان کی تکمیل پر ایک پیغام بھیجا ہے جس میں نوع انسان کی خوشحالی اور ترقی تہذیب کی طرف اس بیش قدمی کا جو معاہدہ لوزان کی کامیابی پر ظہور میں آئیگی تذکرہ کیا ہے اور اس ضمن میں وزیر اعظم کو ان کے شاندار کام پر مبارکباد دی ہے۔

برازیل میں آئینی حکومت کے قیام میں مرکزی حکومت جس توقف سے کام لے رہی ہے اس کے نتیجہ میں بغاوت پھوٹ پڑی ہے۔ بغاوت کا آغاز ریاست ساؤ پولو میں ہوا۔ اب دیگر ریاستوں میں بھی پھیل رہی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ دیگر ریاستیں بغاوت میں شامل ہو گئی ہیں۔ ہر آدمی یا لڑکا جو ہتھیار باندھ سکتا ہے اسے بھرتی کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس وقت تک بغاوت کے نتیجہ میں کوئی کشت و خون نہیں ہوا۔

سول کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسٹر کرکنس ریلوے بورڈ کی طرف سے ریل اور سڑک کے سفر کے تعاون کے لئے ایک سکیم تیار کرنے پر مقرر ہوئے ہیں۔ کیونکہ ریلوے بورڈ کافی غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ریلوے کی آمدنی میں کمی کی ایک بڑی وجہ ریلوں اور موٹر لاریوں کا مقابلہ ہے

لاہور میں ۱۷ جولائی کو پولیس کی ایک جمعیت نے مستی دروازہ کے باہر ایک مکان پر جس کے متعلق پولیس کو یہ شبہ تھا کہ وہ کانگرس ہاؤس کے طور پر استعمال ہو رہا ہے چھاپہ مارا۔ اور ۱۴ والنٹیروں کو گرفتار کر لیا۔ اور سامان پر بھی قبضہ کر لیا۔

شملہ سے ۱۶ جولائی کی اطلاع ہے کہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی ایک میٹنگ وائی ایم سی اے ہال شملہ میں مسٹر سلون کی صدارت میں ہوئی صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ باوجود کساد بازاری کے سوسائٹی نے ۱۹۳۱ء میں قریباً ۵ء۷ لاکھ روپیہ کی مذہبی کتابیں فروخت کی ہیں۔

پنجاب کا قائم مقام گورنر

شملہ ۱۸ جولائی مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔

وزیر ہند باجلاس کونسل نے ہز ایکسیلنسی سر جافرڈی مونٹ مورنسی بالقابہ گورنر پنجاب کو ۹ جولائی ۱۹۳۲ء سے دو ماہ کی رخصت عطا کر دی ہے۔

ہز میجسٹی ملک معظم نے ہز ایکسیلنسی سر جافرڈی مونٹ مورنسی کی غیر حاضری کے دوران میں پنجاب کی گورنری پر آنریبل خان بہادر کیپٹن سردار سکندر حیات خاں ایم بی ای کے تقرر کو منظور فرما لیا ہے

ہم اس عزت افزائی پر جماعت احمدیہ کی طرف سے آنریبل خان بہادر سکندر حیات خاں صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس اعزاز کو ان کے لئے اور پنجاب کے لئے بابرکت بنائے۔

وکٹوریہ زنانہ ہسپتال نئی دہلی سے ایک کمسن لڑکی کو بچہ پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اسکی عمر میونسپل ریکارڈ کے لحاظ سے صرف سات برس ہے معائنہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کو کبھی حیض نہیں آیا۔ ڈاکٹر اس کرشمہ قدرت پر ورطہ حیرت میں ہیں۔

لنڈن سے ۱۶ جولائی کی اطلاع ہے کہ ملک معظم نے ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ ارون کا تقرر کابینہ وزارت میں وزیر تعلیم کے عہدہ پر منظور کر لیا ہے

کوہاٹ شہیدی دن منانے کے لئے ۱۶ جولائی کو جب ایک صد سکھوں کا جتھہ مالیر کوٹلہ کے سٹیشن پر اتر کر شہر کو جانے لگا۔ تو گرفتار کر کے قلعہ رحمت گڑھ میں بھیج دیا گیا۔ خیال

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی